سورہ انشراح

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں (۸) آیات ہیں

ماقبل سے ربط اس سورۃ شریفہ کا ربط ماقبل سورت سے بالکل ظاہر ہے۔ یہ اس طرح کہ سورۂ والضحیٰ میں اللہ سبحانہ کے احسانات و عنایات کا بیان فرمایا گیا تھا جو ذات اقدس حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات وازکی التحیات پر مبذول ہیں۔ اس سورت شریفہ میں بھی بعض الطاف و عنایات کا بیان فرمایا جارہا ہے۔ گویا کہ یہ سورت شریفہ، سورت ماقبل کا تتمہ اور تکملہ ہے۔ صورۃً یعنی عبارت اور کلمات کے اعتبار سے چونکہ ہر ایک سورت کی ترتیب اور بندش جداگانہ ہے جس کے باعث ان کو دو علیحدہ علیحدہ سورتیں قرار دیا گیا ہے لیکن معنیً یعنی مفہوم اور مطلب کے لحاظ سے دونوں سورتیں ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں سمجھ میں آتی ہیں۔ اسی بنا پر بعض حضرات نے ان دونوں سورتوں کو ایک ہی سورت قرار دیا چنانچہ حضرت طاؤسؒ اور خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے کہ یہ دونوں ملا کر ایک ہی سورت ہیں۔ نماز میں یہ حضرات ایک ہی رکعت میں

یہ دونوں سورتیں ملا کر پڑھتے۔ اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ مگر جمہور کے نزدیک یہ علیحدہ علیحدہ سورتیں ہیں اور یہی صحیح ہے کہ تواتر سے ثابت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۗ کیا نہیں کھول دیا ہم نے آپ کے لئے سینہ آپ کا؟ اور اتار دیا ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ، جو توڑ رہا تھا آپ کی پیٹھ، اور بلند کیا ہم نے آپ کے لئے ذکر آپ کا۔

شرح صدر کی تفسیر | اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ "کیا ہم نے آپ کی خاطر اور آپ کی سہولت کے لئے آپ کا سینہ کھول نہ دیا؟ سورت ماسبق میں تین نعمتوں کا بیان ہوا تھا۔ اب اسی سلسلہ میں مزید تین جلیل الشان نعمتوں کا بیان فرمایا جا رہا ہے جو ذات اقدس حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں۔ از آں جملہ پہلی نعمت جلیلہ یہ ہے۔ کیا ہم نے آپ کا سینہ مبارک کھول نہ دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک کھول دیا و لك الحمد۔

شرح صدر کے اقسام | یہ شرح صدر دو طرح پر ہے۔ ایک یہ کہ ظاہری اور حسی طور پر

جس کو دیکھنے والوں نے دیکھا۔ دوسرا باطنی اور معنوی طریق پر۔ جس کا اندازہ صرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فرما سکتے ہیں دوسروں کو اس کی کیفیت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کتب احادیث وسیر سے ثابت ہے کہ ظاہر اور محسوس طریق پر شرح صدر کئی دفعہ ہوا۔ کم سنی میں، پھر عالم شباب میں نزول وحی سے پہلے، نیز معراج شریف کے وقت۔

شرح صدر بچپن میں چنانچہ حضرت دایہ حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانۂ رضاعت میں جب ہمارے ہاں رونق افروز تھے تو ہمارے گھر میں ہر طرح کی خیر و برکت رہی۔ جب یہ مدت ختم ہونے لگی تو سن شریف ابھی دو سال کے قریب تھا مگر آپ کی نشوونما بفضل الٰہی ایسی ترقی کرتی جا رہی تھی جو اس ننھی سی عمر کے بچوں کو نصیب نہ تھی۔ آپ اچھے خاصے چار چھے سال کے بچوں میں بھی نمایاں ممتاز نظر آتے تھے، یہ مدت ختم ہوئی تو آپ کو والدہ ماجدہؓ کے پاس پہنچا دینا ضروری ہوا لیکن ہماری تمنا یہ تھی کہ اور کچھ عرصہ تک یہیں چھوڑ دئے جاتے تاکہ جو خیر و برکت ہم آپ کی بدولت اپنے پاس پاتے تھے اس کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ میں نے قاعدہ کے مطابق مدت رضاعت کے ختم پر آپ کو والدہؓ ماجدہ کے ہاں پہنچا دیا، مگر ساتھ ہی عرض کیا:۔ لو ترکتیہ عندنا حتی یغلظ فانا نخشی علیہ وباء ملکۃ

اگر آپ ان کو ہمارے ہاں چندے اور ٹھہرا رکھتیں تا آنکہ ان میں اچھی توانائی آجاتی اوران کے جوڑ بند قوی ہو جاتے تو زیادہ مناسب ہوتا ہم کو مکہ کے وبائی امراض اور ناموافق آب و ہوا کا ڈر لگا رہتا ہے " یہ سن کر مادرِ مہربان حضرت سیدتنا آمنہ رض رضامند ہوگئیں اور مدت رضاعت ختم ہو جانے کے باوجود اور چندے ہمارے پاس ہی حضور کو ٹھہرا رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں ۔ پھر کیا تھا کہ ہم آپ کو ہنسی خوشی اپنے گھر لائے ۔ یہ یہاں آکر اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ باہر چلے جاتے جو ہمارے گھروں کے پیچھے بکریاں چرایا کرتا تھا ۔ اس طرح دو تین مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ ایک دن حضور کا رضاعی بھائی باہر سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا : ـــ

ذاك اخي القرشي قد جاءه رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاه وشقا بطنه (اماں ! اماں !) میرے ان قریشی بھائی کے پاس نہایت ہی سفید کپڑے پہنے ہوئے دو شخص آئے اور ان کو لٹا کر ان کا پیٹ چاک کر دیا ہے " یہ سنتے ہی میں اور میرے شوہر دونوں دوڑے گئے ۔ دیکھا کہ حضور اقدس کھڑے ہوئے ہیں مگر آپ کا رنگ اڑ گیا ہے ۔ یہ دیکھتے ہی میرے شوہر نے آپ کو گلے لگا لیا اور پوچھا : ای بُنَيَّ ما شانك ۔ جان پدر ! آپ پر کیا گزری ؟ حضور نے بھی فرمایا : ـــ جاءني رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاني فشقا بطني

ثمّ استخرجا منہ شیئاً فطرحاہ ثم ردّاہ کما کان۔ میرے پاس دو سفید پوش اشخاص آئے پھر انھوں نے مجھے لٹا دیا پھر میرا پیٹ چاک کر ڈالا۔ پھر اس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا۔ پھر پیٹ کو اصلی حالت پر لا لیا" حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم وہاں سے حضورؐ اقدس کو گھر لائے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت حلیمہؓ سے ان کے شوہر نے کہا کہ ہم کو ان صاحبزادے کی نسبت ڈر ہو رہا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جن کی امانت ان کو پہنچا دی جائے چنانچہ ہم نے آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچا دیا"

مسند ابی یعلیٰ، ابی نعیم، ابن عساکر سے شرح صدر کے ایک اور واقعہ کا بھی پتہ چلتا ہے جبکہ آپ حضرت حلیمہؓ ہی کے پاس تشریف فرما تھے۔ (روح المعانی)

شرح صدر بعد بلوغ اس کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن بلوغ کو پہنچے تو پھر ایک دفعہ شرح صدر ہوا۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ ما اول ما رأیت من امر النبوّۃ فاستوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا وقال لقد سألت یا ابا ہریرۃ انی لفی صحراء ابن عشرین سنۃ واشہر اذا بکلام فوق رأسی واذا رجل یقول لرجل أ ھو ھو فاستقبلانی بوجوہ لم ارھا لخلق قطّ وارواح لم اجدھا من خلق قطّ وثیاب لم اجدھا علی احد قطّ

فأقبلا الیّ یمشیان حتّیٰ اذا دنیا اخذ کلّ واحد منھما بعضدی لا اجد لاخذ ھما مسّا فقال احد ھما لصاحبہ افلق صدرہ فھوی احد ھما الی صدری ففلقہ فیما اری بلادم ولا وجع فقال لہ اخرج الغلّ والحسد فاخرج شیئًا کھیئۃ العلقۃ ثم نبذ ھا فقال لہ ادخل الرأفۃ والرحمۃ فاذا مثل الذی اخرج مثل الفضّۃ ثم حزّا بھام رجلی الیمنیٰ وقال اغد واسلم فرجعت اغدو بھا رأفۃ علی الصغیر ورحمۃ علی الکبیر۔ (عبداللہ بن احمد) اے خدا کے پیارے رسول! نبوت کے سلسلہ میں سب سے پہلے آپ نے کیا چیز دیکھی؟ یہ سنتے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:۔ ابو ھریرہ! تم نے عجیب اہم سوال کیا۔ میں جنگل میں تھا میری عمر بیس سال سے چند مہینے زائد تھی۔ اتنے میں میرے سر کے اوپر سے کچھ باتوں کی آواز آنے لگی۔ ایسے میں ایک شخص دوسرے شخص سے کہہ رہا ہے۔ کیا یہ وہی ہیں؟ (اس نے کہا ہاں وہی ہیں) پھر وہ دونوں میری طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے چہرے ایسے تھے کہ میں نے ویسے چہرے کبھی نہیں دیکھے۔ ان سے خوشبو ایسی مہک رہی تھی کہ ویسی خوشبو سے کبھی مجھے سابقہ نہیں پڑا۔ اور ان کے کپڑے بھی ایسے تھے کہ ویسے کپڑے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ پھر وہ دونوں میری طرف چل کر آنے لگے۔

جب وہ نزدیک آ گئے تو ان میں سے ہر ایک نے میرا بازو پکڑ لیا۔ لیکن ان کے پکڑنے کا کوئی اثر مجھے محسوس نہ ہوا۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ان کے سینے کو چیر دو۔ چنانچہ ایک نے میرے سینے کی طرف رخ کیا اور میرے دیکھتے دیکھتے اس کو چیر دیا۔ لیکن نہ کچھ خون تھا اور نہ کسی قسم کا درد۔ پھر اس نے کہا کہ خیانت اور حسد کا مادہ نکال دو (جہاں سے ان امراض کی راہ کھلتی ہے) چنانچہ اس نے ایک چیز بستہ خون کی طرح نکال کر پھینک دی۔ پھر اس سے کہا کہ مہربانی اور رحم کا مادّہ اس کی جگہ داخل کر دو۔ چنانچہ چاندی کی طرح ایک صاف وشفاف چیز داخل کی۔ پھر میرے داہنے پاؤں کے انگوٹھے کو حرکت دی اور کہا کہ سلامت باکرامت تشریف لے جائیے۔ چنانچہ میں واپس ہوا تو اس وقت سے ہمیشہ چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں پر رحم کا خیال دامنگیر رہا۔"

اسی طرح ایک روایت علامہ ابن حجر مکیؒ نے شرح ہمزیہ میں نقل فرمائی ہے۔ اس میں سن شریف بجائے بیس سال چند مہینے کے دس سال مذکور ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ بھی قبل بلوغ پیش آیا تھا۔ واللہ اعلم۔

شرح صدر بوقت نزول وحی	نیز شرح صدر چالیس سال کی عمر شریف میں

نزول وحی کی ابتدا کے موقع پر پیش آیا۔ جس کو حافظ حدیث ابونعیم نے اس طرح بیان فرمایا ہے :۔ ان جبریل ومیکائیل علیہما السلام شقا صدرہ وغسلاہ ثم قال اقرأ باسم ربك الآیات (ابونعیم ابوداؤد طیالسی حرشہ) جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام نے آپ کا سینہ مبارک شق کیا اور اس کو دھویا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا :۔ اقرأ باسم ربك۔ اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو" یعنی سورۂ اقرأ کی ابتدائی پانچ آیات پڑھائیں"

شرح صدر بوقت اسراء و معراج

ان تمام واقعات کے بعد اور ایک واقعہ شرح صدر کا پیش آیا۔ جس کی روایات تواتر کے ساتھ موجود ہیں

چنانچہ حضرت انس بن مالک بن صعصعہؓ نے حضور نبی دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انورؐ نے ارشاد فرمایا:۔ بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان فاتیت بطست من ذھب فیھا ماء زمزم فشرح صدری الی کذا وکذا قال قتادۃ قلت یعنی لانس ما تعنی قال الی اسفل بطنی قال فاستخرج قلبی فغسل بماء زمزم ثم اعید مکانہ ثم حشی ایمانا وحکمۃ ثم اتی بدابۃ دون البغل وفوق الحمار البراق فانطلقت مع جبریل علیہ السلام

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) میں بیت اللہ شریف کے پاس، خواب اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا۔ اتنے میں میرے پاس ایک سنہری طشت لایا گیا جس میں آب زمزم بھرا ہوا تھا۔ پھر میرا سینہ یہاں سے یہاں تک کھول دیا گیا۔ راوی حدیث حضرت قتادہ نے اپنے شیخ حضرت انسؓ سے پوچھا کہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو فرمایا کہ (سینہ کے پاس سے) پیٹ کے نچلے حصہ تک کھول دیا۔ پھر حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میرے دل کو (سینہ کے اندر سے

باہر نکالا اور اس کو آبِ زمزم سے دھو ڈالا' پھر دل کو اس کی اصلی جگہ پر رکھ دیا۔ پھر اس میں ایمان اور حکمت بھر دی۔ (جس سے عالم غیب و شہادت کی تمام چیزیں روشن ہو گئیں) پھر براق نامی ایک سواری لائی گئی جس کا قد' خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ پھر میں (اس پر سوار ہو کر) جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا'' اس کے بعد جو جو واقعات پیش آئے ان کا بیان سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں حضرت سید الشیوخ علیہ الرحمہ کے قلم فیض رقم سے ہو چکا ہے اور کچھ سورۂ نجم کی تفسیر میں گزر چکا ہے اس کو ملاحظہ فرما لیا جائے۔

شرح صدر باطنی و معنوی شرح صدر کی دوسری قسم جو باطنی و معنوی ہے جس کی کیفیت کا اندازہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے اس کی نسبت مفسرین کرام فرماتے ہیں:۔ شرحنا لك صدرك حتى اتسع فى صدرك من العلوم الحقة والمعارف الدينية المبصرة بنور الله تعالى ما لا سبيل اليها لعقل العقلاء واجمع فيه التوجه الى الله تعالى والحضور التام مع التوجه الى الخلق لاجل الدعوة فى مرتبة النزول فليس لك فى حالة النزول انقطاعا عن الله تعالى فى الحقيقة حتى تغتم به۔ (مظہری) ہم نے آپ کا سینۂ مبارک اس طرح کھول دیا ہے کہ سارے علوم حقہ

اور معارف دینیہ اس میں سمادئے گئے جو محض نور الٰہی سے منکشف ہوتے ہیں اور عقلاء کی عقل وہاں تک رسائی نہیں پا سکتی۔ اور اس میں توجہ الی اللہ اور حضور تام کے ساتھ، توجہ الی الخلق کی گنجائش بھی رکھی گئی تاکہ دعوت الی اللہ کا سلسلہ بھی مرتبۂ نزول میں جاری رہے۔ اور تنزل کے درجہ میں بھی انقطاع عن اللہ کی صورت پیدا نہ ہو تاکہ انقطاع عن اللہ کا غم آپ کو نہ ہونے پائے"

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:۔ الم نفسح صدرك حتى حوى عالمی الغیب والشهادت وجمع بین ملکتی الاستفادة والافادة فماصدّك الملابستة بالعلائق الجسمانية عن اقتباس انوار الملكات الروحانية وما عاقك التعلق بمصالح الخلق عن الاستغراق فی شئون الحق۔ (روح المعانی) کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہ دیا تا آنکہ سینہ مبارک عالم غیب وشہادت ہر دو کا گنجینہ قرار پا یا۔ اور استفادہ وافادہ کی دونوں استعدادیں بیک وقت آپ میں جمع ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ علائق جسمانیہ میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو بھی یہ حالت ملکات روحانیہ کے انوار حاصل کرنے میں سدراہ نہیں ہو سکتی۔ اور مصالح خلق میں لگے رہنے پر بھی، شیون حق کے استغراق سے بھی یہ چیز آپ کو

روک نہیں سکتی ۔"

ووضعنا عنك وزرك کی تفسیر	وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ اور اتار لیا آپ سے آپ کا وہ بوجھ جو آپ کی پیٹھ توڑ رہا

تھا" یعنی نبوت و رسالت کی ذمہ داریاں جن کے تصور سے آپ کی پیٹھ جھکی جارہی یا کمر ہمت ٹوٹ رہی تھی، شرح صدر کے ذریعہ وہ تمام بوجھ اتار لیا اور سینۂ مبارک میں وہ فراخ حوصلگی اور وسعت پیدا کردی گئی کہ بار نبوت و رسالت کا تحمل آپ کے لئے آسان ہوگیا اور آپ میں وہ ہمت و استقلال پیدا کردیا گیا کہ جملہ مخالفین اور دشمنوں کے اصلاح حال کے لئے آپ یکہ و تنہا آمادہ ہوگئے چنانچہ آپ کے ذریعہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرایا گیا۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ آپ فرمادیجئے (اے پیارے رسول! کہ) اے لوگو! میں یقیناً تم سب کی طرف، اللہ سبحانہ کے پاس سے بھیجا ہوا رسول ہوں" نیز ہدایت و معرفت اور علم و حکمت کے خزائن، بلکہ عالم غیب و شہادت کے گنجینے، سینۂ مبارک میں سمادیے گئے۔ پھر علائق جسمانیہ آپ کو انوار و اسرار روحانیہ کے قبول کرنے سے مانع نہ ہوسکے۔ اور علوم لدنیہ، حکم الٰہیہ معارف ربانیہ اور حقائق رحمانیہ، سینۂ پاک میں جلوہ نما ہوگئے۔

شرح صدر حضرت موسیٰؑ کا	جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو اس بھاری ذمہ داری کا احساس فرما کر حضرت موسیٰؑ نے

بارگاہ الہٰی میں عرض کیا تھا:۔ قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا۔ کہا موسیٰؑ نے۔ "اے پروردگار میرے میرا سینہ کشادہ کر دیجئے اور میرا کام میرے لئے آسان بنا دیجئے اور میری زبان کی گرہ کھول دیجئے۔ تاکہ وہ میری بات سمجھ سکیں، اور میرے گھرانے سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دیجئے" نیز ان کے ذریعہ میری ہمت چست کر دیجئے اور ان کو میرے کام میں شریک ٹھہرائیے" تاکہ ہم دونوں آپ کی پاکی زیادہ بیان کریں، اور آپ کی یاد بکثرت کرتے رہیں۔ یقیناً آپ ہم کو خوب دیکھتے رہینگے" ان تمام درخواستوں کے پیش ہونے پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا:۔ قال قد اوتیت سئولک یا موسیٰ۔ فرمان الہٰی ہوا کہ موسیٰ! تمھاری جملہ درخواستیں قبول و منظور کر لی گئیں "

حضرت موسیٰؑ اور حضور اکرمؐ کے مراتب	غرضیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک

فرعون سے سابقہ پڑ رہا تھا تو آپ نے سب سے پہلے شرح صدر کی درخواست فرمائی تھی۔ پھر اس کے ساتھ اور بھی درخواستیں تھیں جو سب کی سب منظور فرمالی گئیں۔ چنانچہ آپ کا شرح صدر فرمایا گیا جو صرف باطنی و معنوی تھا جس کا جاننے والا موسیٰ اور رب موسیٰ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور سرور دو جہاں علیہ صلوات الرحمان کو دنیا بھر کے فرعونوں اور ہامانوں، نمرودوں اور شدادوں سے سابقہ ہونیوالا تھا۔ بایں ہمہ آپ کو کوئی درخواست پیش کرنے کی نوبت نہ آنے پائی اور فضل الٰہی سے بغیر کسی درخواست کے آپ کا شرح صدر ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ، نہ صرف باطنی و معنوی بلکہ حسی اور ظاہری طور پر بھی فرمایا گیا جس کے دیکھنے والے اور مشاہدہ کرنے والے، بچے، بڑے، زن و مرد سبھی تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔ فکنت اری اثر المخیط فی صدرہ۔ (مسلم شریف) میں (سینہ کو شق کرکے اس کو) ٹانکے دینے کے نشانات آپ کے سینۂ مبارک میں نمایاں طور پر دیکھتا رہتا تھا۔" یہیں سے فرق مراتب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ورفعنا لك ذكرك کی تفسیر

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ "اور آپ کی رفعت شان کے لئے آپ کا ذکر بلند کیا۔" حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:۔ اتانی جبریل فقال ان ربك یقول تدری کیف رفعت ذکرك قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی۔ (ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ، ابو نعیم) میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے کہ آپ کے پروردگار کا ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ ہم نے آپ کا ذکر کس درجہ بلند کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ سبحانہ ہی کو اس کا بہتر علم ہے۔ انھوں نے کہا یوں ارشاد باری ہو رہا ہے کہ جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوا کریگا۔ چنانچہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:۔۔۔ الا تری ان اللہ لایذکر فی موضع الا ذکر معہ نبیہٗ۔ (ابن عساکر) کیا نہیں دیکھتے ہو کہ جس جگہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر لطیف ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف بھی ہوا کرتا ہے“ ؎

تکبیر میں کلموں میں نمازوں میں اذاں میں ہے نام سے اللہ کے ملا نام محمدؐ

حضرت قتادہ فرماتے ہیں:۔ رفع اللہ ذکرہ فی الدنیا والآخرۃ فلیس خطیب ولا متشھد ولا صاحب صلاۃ الا ینادی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ (عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی) اللہ سبحانہ نے حضور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل دنیا

اور آخرت میں بلند فرمایا ہے۔ چنانچہ کوئی خطیب، یا گواہی دینے والا، یا نماز پڑھنے والا، ایسا نہیں جو (اپنے خطبے اور شہادت اور نماز میں) یہ منادی کرتا ہو کہ:۔۔۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہ کے مبعوث کئے ہوئے رسول ہیں۔" حضرت ضحاکؒ آیہ کریمہ ورفعنالک ذکرک کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ ارشاد باری ہے:۔ اذا ذکرتُ ذکرتَ معی۔ ولا تجوز خطبۃ ولا نکاح الا بذکرک معی۔ (عبد بن حمید) جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ بھی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے۔ نہ کوئی خطبہ جائز ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نکاح منعقد ہو سکتا ہے مگر اسی صورت میں کہ میرے ساتھ آپ کا ذکر مبارک بھی ہوا کرے۔" حضرت محمد بن کعبؓ اور مجاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے جس سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف منبروں پر، مناروں پر، محافل میں، مجالس میں، علی الاعلان جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ وللہ الحمد۔

حضور انور کی مناجات اور اس کا جواب

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اعلیٰ و ارفع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔۔۔۔

لما فرغت من امر السموات والارض قلت یا رب انہ لم یکن نبی قبلی الا وقد کرمتہ اتخذت ابراھیم خلیلا وموسی کلیما وسخرت لداؤد الجبال ولسلیمان الریح والشیاطین واحییت لعیسی الموتی فما جعلت لی قال اولیس قد اعطیتک افضل من ذلک کلہ ان لا اذکر الا ذکرت معی وجعلت صدور امتک اناجیل یقرؤن القرآن ظاھرا ولم اعطھا امۃ واعطیتک کنزا من کنوز عرشی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (ابونعیم) میں جب آسمانوں اور زمین (کی سیر) سے (معراج میں) فارغ ہوا تو معروضہ کیا کہ اے پروردگار من! مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جن کی کچھ نہ کچھ تکریم و توقیر فرمائی گئی۔ چنانچہ ابراہیم کو خلیل اور موسیٰ کو کلیم بنایا۔ اور پہاڑوں کو داؤد کا تابع فرمایا۔ اور ہوا اور شیاطین کو سلیمان کا تابع قرار دیا۔ اور عیسیٰ کی خاطر مُردوں کو زندہ کیا۔ پھر میرے مالک میرے لئے آپ نے کیا تجویز فرمائی؟ اس پر ارشاد الٰہی ہوا۔ کیا ہم نے آپ کو ان سب سے افضل و اعلیٰ چیز نہیں دی؟ وہ یہ ہے کہ جہاں ہمارا ذکر آیا ساتھ ہی آپ کا ذکر بھی آتا رہے گا۔ اور آپ کی امت کے سینوں کو کتاب اللہ کا گنجینہ اور خزینہ بنایا جو قرآن کریم کو (بن دیکھے) زبانی پڑھتے رہیں اور یہ فضیلت

ہم نے کسی امت کو نہ بخشی۔ نیز ہم نے اپنے عرش اعظم کے خزانوں سے ایک زبردست خزانہ بخش دیا ہے۔ وہ خزانہ یہ ہے :۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یعنی نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے باز رکھنے کی قوت اللہ سبحانہ کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ یہ جملہ دیکھنے اور لکھنے یا پڑھنے کی حد تک تو بہت ہی مختصر ہے کہ ایک سانس میں پڑھ لیا جا سکتا اور ایک گردش قلم میں لکھ لیا جا سکتا اور ایک نظر میں اس کو اول سے آخر تک دیکھ لیا جا سکتا ہے مگر اس میں معانی و مطالب اور اسرار و حقائق کی اتنی وسعت و گنجائش ہے کہ تمام عالمین اس میں سما سکتے ہیں۔ اس کو ایک دفعہ پڑھنے کی فضیلت احادیث شریفہ میں یہ آئی ہے :۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ شجرۃ فی الجنۃ کہ اس کے ایک بار صرف پڑھ لینے سے ارض جنت میں ایک درخت پیدا ہو جاتا ہے جس کا سایہ، خوشبو اور مہک اور اس کا ثمرہ ابدالآباد تک قائم و دائم رہتا ہے کیونکہ نیکی کے کرنے کی طاقت اور برائی سے باز رہنے کی قوت کو اللہ سبحانہ ہی کی توفیق اور اس کی حفاظت کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے اور اس سے ایسا تصور پیدا ہوتا ہے کہ انسان میں انانیت اور خود ستائی کا شیطانی وسوسہ تک آنے نہیں پاتا۔

امت مرحومہ کا سینہ کتاب اللہ کا گنجینہ	پھر حضور انور کی امت مرحومہ کے

سینہ کو کلام الٰہی اور کتاب اللہ کا خزینہ اور گنجینہ بنا دینا' یہ ایسی فضیلت ہے
کہ امم سابقہ میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ امم سابقہ کا حال یہ تھا کہ ان کے زمانے
کی کتاب الٰہی کا کوئی حافظ نہیں ہوتا تھا۔ صرف انبیائے کرام علیہم السلام ہی اس کے
حافظ ہوتے تھے۔ اور امتہ مرحومہ کا یہ حال ہے کہ بچہ بچہ' عورت' مرد' جوان' بوڑھے
ہر صنف میں حفاظ قرآن مجید مل سکتے ہیں بلکہ نابینا مسلمانوں میں بھی حفاظ
کلام مجید بکثرت موجود ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اس میں یہ بتانا منظور ہے
کہ ہم نے نہ صرف آپ کا شرح صدر کیا بلکہ امتہ مرحومہ کے سینوں کو بھی کھول دیا
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ۔ بھلا اللہ سبحانہ
نے جس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا تو (اس کا کیا پوچھنا' وہ تو) اس کے
پروردگار کے پاس سے آئی ہوئی روشنی اور نور پر قائم ہے'' جو کام کرتا ہے
اس کی روشنی میں کرتا ہے پھر اس کے ثمرات کیا ہوں گے اس کا اندازہ کیجئے۔
یہ بھی ارشاد ہوا:۔ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام
پس جس کسی شخص کی نسبت ارادۂ الٰہی ہوتا ہے کہ اس کو راہ راست دکھائے
(اور اس پر چلائے) تو قبول اسلام کے لئے اس کا سینہ کھول دیتا ہے۔ اور وہ
خوشی خوشی دین اسلام اور اس کی ہدایات کو قبول کر لیتا ہے۔ اب اس کی

منتہائے تمنا یہ ہوتی ہے کہ اسی دین حق پر مدۃ العمر قائم رہے۔ اسی کے لئے زندہ رہے۔ اور اسی پر مرے اور فردائے قیامت اسی پر زندہ ہوکر دوبارہ اٹھے۔ یہ اعتقاد جہاں پختہ ہوا۔ مراحل زندگی کا سارا بوجھ اس کے سر سے اتر گیا جس کے تصور سے اس کی پشت خمیدہ ہو رہی تھی اور کمر ٹوٹ رہی تھی۔ پھر ایسے بندۂ مومن کی شان عالی کیا پوچھتے ہو۔ ہر جگہ اس کا ذکر اور ہر وقت اسی کا چرچا ہے۔ یہ فضیلت اور منقبت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی اتباع سے ہر مسلمان کو حاصل ہو سکتی ہے۔

حضور کا رفع ذکر درود شریف کے ذریعہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفع ذکر کی ایک صورت درود شریف ہے۔ ارشاد باری ہے:۔ ان اللہ وملائکتہ یصلّون علی النبیّ یآیہا الذین آمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً۔ یقین جانو کہ اللہ سبحانہٗ اور اس کے تمام فرشتے (جہاں جہاں، جس جس کام پر مامور ومتعین ہیں ہر لحظہ اور ہر آن) نبی اکریم علیہ التحیۃ والتسلیم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم سب بھی آپ پر درود وسلام بھیجا کرو۔" اللھم صل وسلم وزد وبارک علیہ وعلی آلہ۔ پھر آپ کے طفیل میں آپ کی امۃ مرحومہ پر یہ کرم فرمایا گیا:۔

ھوالذی یصلی علیکم وملائکتہ ۔ وہی خدا ہے جو (اے ایمان والو!)
رحمت بھیجتا رہتا ہے تم پر اور اس کے تمام فرشتے بھی" جو زمین و آسمان
عرش اعظم اور ملاء اعلیٰ ہر جگہ مامور و متعین ہیں ۔ پھر تمام ایمان والوں کو حکم دیا
گیا کہ وہ سب آپ پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتے ہیں ۔ نیز آپ کا ذکر شریف اگلی
تمام کتابوں اور صحیفوں میں فرمایا گیا اور انبیائے سابقین صلوات اللہ وسلامہ
علیہم اجمعین اور ان کی امتوں کو حکم ہوا کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی
نصرت کا عہد لیا گیا ۔ اگر آپ کا زمانہ پائیں جس کو میثاق النبیین کہتے ہیں ۔
چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول قرب قیامت میں اسی پر مبنی ہے ۔ پھر
قرآن کریم میں آپ کو القاب شریفہ سے یاد فرمایا گیا ۔ مثلاً یا یھا المزمل'
یا یھا المدثر' یا یھا النبی' یا یھا الرسول وغیرہ ۔ بخلاف انبیائے سابقین
صلوات اللہ علیہم اجمعین کے کہ ان کو ان کے ناموں سے یاد کیا گیا ۔ مثلاً یا آدم'
یا نوح' یا ابراھیم' یا موسیٰ' یا داؤد' یا عیسیٰ وغیرہ ۔ اس سے آپ کے
رفع ذکر کی اہمیت اور وسعت کا اندازہ فرما لیا جائے ۔

اطاعت رسول اطاعۃ اللہ پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اللہ سبحانہ کی
اطاعت کے ساتھ' اطاعت رسول کا بھی حکم ہوا : اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

اللہ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی بھی اطاعت کیا کرو۔ بلکہ اس سے ترقی کر کے یہ بتا دیا گیا:۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" پھر اطاعت و اتباع رسول کو اللہ سبحانہ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے:۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (اے نبی کریم!) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سبحانہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اللہ سبحانہ تم کو اپنا محبوب بنائے گا" یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ یہاں اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ﴿۶﴾ پس بیشک 94-5 94-6

دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے"

آیۂ کریمہ کی تفسیر جب (اے نبی کریم!) آپ کے مدارج و مراتب اتنے بلند کئے گئے ہیں کہ آپ کو کافۃ للناس کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا۔ تمام جن و انس کا رسول بنایا گیا۔ خاتم النبیین کے لقب سے ممتاز کیا گیا کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی نہ آئیں گے۔ قیامت تک آپ ہی کا حکم جاری رہے گا آپ کی کتاب کے بعد اور کوئی کتاب اتاری نہ جائے گی۔ آپ کی شریعت، تمام

شرائع اور ادیان کی ناسخ ہوگی تو ظاہر ہے کہ اس کی اشاعت و تبلیغ میں دشواریاں ہوں گی کیونکہ ع "جن کے رتبے ہیں سوا ان پہ سوا مشکل ہے" ان صبر آزما مشکلات اور دشواریوں سے گزرنا ہوگا۔ اور تن من دھن کی بازی لگانی ہوگی۔ اور ہمارا وعدہ ہے کہ ہر تنگی کے ساتھ فراخی اور ہر دشواری کے ساتھ سہولت اور آسانی پیدا کی جائے گی۔ تاآنکہ تمام مشکلات اور دشواریوں پر آپ کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اور دنیا بھر کی سختیوں کے بادل چھٹ کر رہ جائیں گے۔ قدم قدم پہ فتح و نصرت آپ کے قدم چومتی رہے گی اور آپ ہی کا بول بالا ہوگا۔

شان نزول حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں:۔ بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن ثلاث مائۃ او یزیدون علینا ابو عبیدۃ بن الجراح لیس معنا من الحمولۃ الا ما نرکب فزودنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جرابین من تمر فقال بعضنا لبعض قد علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این تریدون وقد علمتم ما معکم من الزاد فلو رجعتم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتموہ ان یزودکم فرجعنا الیہ فقال انی قد عرفت الذی جئتم لہ ولو کان عندی غیر الذی زودتکم لزودتکموہ فانصرفنا ونزلت

فانّ مع العسر یسرا انّ مع العسر یسراً فارسل نبی اللہ الی بعضنا فدعاہ فقال ابشروا فانّ اللہ قد اوحی الیّ فانّ مع العسر یسرا انّ مع العسر یسرا ولن یغلب عسر یسرین۔ (ابن مردویہ) حضرت رسول انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو (جہاد کے لئے) روانہ فرمایا' اس وقت ہم تین سو سے زیادہ ہی تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہمارے سردار تھے۔ ہمارے پاس ہماری سواریوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کے دو تھیلے زادِ راہ کے طور پر ہمارے ساتھ فرمادیئے۔ (یہ قلیل مقدار دیکھ کر) بعض لوگ آپس میں یہ کہنے لگے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہے کہ تم لوگ کہاں جارہے ہو؟ اور تم کو بھی معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کس قدر زادِراہ ہے؟ (مناسب ہوتا کہ) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کرکے مزید زادِراہ کی درخواست کرتے۔ چنانچہ ہم نے آپ سے رجوع کیا۔ (ہم کو واپس آتے ہوئے دیکھتے ہی) حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم جس مقصد کے لئے آرہے ہو ہم نے اس کو خوب پہچان لیا۔ جو زادِ راہ تمہارے لئے مہیا کیا گیا ہے اگر اس کے سوا ہمارے ہاں اور کچھ ہوتا تو ضرور ہم تمہارے ساتھ کردیتے۔ (یہ جواب سن کر) ہم واپس چلے گئے۔ ادھر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:۔ فانّ مع العسر یسرا انّ

مع العسر یسرا۔ یقین جانو کہ تنگی کے ساتھ فراخی ہے (پھر) یقین مانو کہ تنگی کے ساتھ اور ایک فراخی ہے۔" اس کے نزول کے ساتھ ہی حضور اکرم نے ہم میں سے ایک صاحب کے پاس ایک شخص کو بھیج کر یہ پیام دیا کہ تم سب خوش ہو جاؤ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی بھیجی ہے کہ یقیناً تنگی کے ساتھ فراخی ہے بے شک تنگی کے ساتھ اور ایک فراخی ہے۔" (جب ہر ایک تنگی کے ساتھ دو دو فراخیاں ہیں تو) ایک تنگی، دو فراخیوں پر ہرگز غالب نہیں ہو سکتی۔"

طلبۂ علوم عربیہ سے خطاب ایک ایک عُسر (دشواری اور تنگی) کے ساتھ دو دو یُسر (دو سہولتیں اور دو فراخیاں) جو حدیث بالا میں ارشاد ہوئی ہیں وہ عربیت کے اس قاعدے پر مبنی ہیں:۔ النکرۃ المعادۃ ظاهرها التغایر۔ ایک ہی کلمہ نکرہ جب دو دفعہ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے بظاہر وہی ایک چیز مراد نہیں ہوا کرتی جو پہلے بیان کی جا چکی ہے بلکہ اسی نوع کی دوسری چیز مراد ہوتی ہے جو پہلی چیز کے سوا ہو۔ اس قاعدہ کو پیش نظر رکھ کر آیہ کریمہ فانّ مع العسر یسرا انّ العسر یسرا پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ کلمۂ عسر دو دفعہ ارشاد ہوا ہے مگر اس پر علامت تعریف الف و لام ہے

اس لئے کلمۂ عسر دو دفعہ مذکور ہونے کے باوجود ایک ہی عُسر مراد ہوگا۔ بخلاف کلمۂ یُسر کے کہ یہ بھی دو دفعہ مذکور ہے مگر اس پر الف ولام نہیں ہے بلکہ یہ کلمہ نکرہ لایا گیا اور بحالت نکرہ ہی اس کا اعادہ کیا گیا ہے اس لئے پہلے یُسر سے ایک سہولت اور دُوسرے یُسر سے دوسری سہولت مراد ہوگی۔ اسی لئے حدیث شریف میں ارشاد ہوا:۔ لن یغلب عسر یسرین ۔ ایک تنگی دو فراخیوں پر ہرگز غالب نہیں ہو سکتی "۔

لن یغلب عسر یسرین کے معنی

رہی یہ بات کہ ایک تنگی کے ساتھ دو فراخیاں اور ایک مشکل کے ساتھ دو سہولتیں کیونکر حاصل ہوتی ہیں؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ ایک سہولت وہ جو اس دشواری کے بعد دنیا میں حاصل ہوئی اور دوسری وہ جو اس کا اجر آخرت میں ملے گا۔ گویا دنیا کی ہر ایک تکلیف دو راحتوں کا پیش خیمہ ہے۔ ایک راحت دنیوی اور دوسری راحت اخروی۔ مگر تکلیف پر صبر کرنا شرط ہے۔ اور مومن کا شیوہ یہی ہے۔ اور دنیوی تکالیف کی نسبت مومن کا عقیدہ ہی یہ ہے :۔ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ومن یومن باللہ یھد قلبہ ۔ نہیں پہنچی کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم و اجازت سے۔ اور جو اللہ پر یقین رکھے تو اللہ اسکے

دل میں ہدایت پیدا کر دیتا ہے '' پھر جہاں یہ عقیدہ مستحکم ہوا تو مومن ہر مصیبت کو اللہ سبحانہ کی بھیجی ہوئی سمجھتا جائے گا۔ اور بجائے شکایت کے صبر کریگا۔ بلکہ اس کے منجانب اللہ ہونے کی بنا پر اس کو مصیبت نہیں بلکہ نعمت جان کر خوشی خوشی اس کا استقبال کرے گا اور کہے گا ع ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ کسی نے کیا خوب کہا: ؎

برجانم از تو ہر چہ رسد جائے منت است گر ناوک جفاست وگر خنجر ستم

غزوہ سیف البحر کا واقعہ غزوہ سیف البحر کا واقعہ بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے جس کے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہی تھے۔ اور لشکر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی کہ حضرت جابرؓ کی روایت بالا میں تین سو یا اس سے زیادہ بتلائی گئی ہے اور ممکن ہے کہ حضرت جابرؓ نے اسی واقعہ کو بیان فرمایا ہو۔ الغرض غزوہ سیف البحر میں زاد راہ ختم ہو گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک کھجور لے کر چند صحابہ اس کو صرف چوس لیتے تھے پھر اس کو دوسرے کے حوالے کر دیتے۔ دوسرے صاحب اس کو چوس کر تیسرے کے حوالے کرتے۔ خدا کی قدرت کہ ایک دن کیا دیکھتے ہیں کہ ایک زبردست مچھلی جس کو عنبر کہتے ہیں سمندر نے اس کو ساحل پر پھینک دیا۔ وہ مچھلی کیا تھی ایک پہاڑ تھا۔ پھر کیا تھا کہ

صحابۂ کرام اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور ٹکڑے کر کر کے کئی دن تک کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملتے رہے جس سے جسمانی حالت سابق کی طرح لوٹ آئی۔ وہاں سے واپس آتے ہوئے اس کا سکھایا ہوا گوشت ساتھ رکھ لیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے ایک دن مچھلی کی دو پسلیوں کو ملا کر کمان کی طرح کھڑا کرنے پھر سب سے اونچے اونٹ پر ایک اونچے آدمی کو بٹھا کر اس کمان میں سے گزرنے کا حکم دیا تو شتر سوار اس کے نیچے سے بآسانی گزر گیا۔ اس سے مچھلی کی جسامت کا اندازہ کر لیا جائے جس کو تین سو سے زیادہ آدمیوں کا لشکر کئی دن تک کھاتا رہا اور کچھ حصہ سکھا کر مدینہ منورہ لایا گیا جس کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو ساتھ لیکر تناول فرمایا۔ یہ ہے فان مع العسر یسراً کی تفسیر کہ یقیناً تنگی کے ساتھ فراخی ہے'' جو دنیا میں دکھائی گئی۔ آیندہ ان مع العسر یسراً کی تفسیر جو آخرت میں ان مجاہدین اسلام کو دکھائی جائے گی اور راہ خدا میں بھوک کی شدت اِن مردانِ خدا کو جو درپیش ہوئی تھی اس کا اجر جزیل جو دار آخرت میں ملے گا وہ علیحدہ محفوظ ہے۔

عسر و یسر ساتھ ساتھ ہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان قاعدا ببقیع الغرقد فنزل الی حائط

فقال یا معشر من حضر واللہ لو کانت العسر جاءت تدخل الحجر لجاءت الیسر حتی تخرجھا۔ (ابن النجار) حضرت رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع غرقد کے مقام پر تشریف فرما تھے پھر ایک باغ کی طرف رُخ فرما کر کہا اے جماعت حاضرین! فرض کرو کہ اگر تنگی اور دشواری کی صورت، اس پتھر میں گھُس جانے کے لئے آئے تو خدا کی قسم ہے کہ فراخی کی صورت بھی اس کے ساتھ ساتھ اس پتھر میں داخل ہوگی اور اس تنگی کی صورت کو اس پتھر سے باہر نکال پھینک دے گی۔" اس مضمون کی روایات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حسن بصریؒ اور دیگر اصحاب سے بھی مروی ہیں جن کو طبرانی، ابن مردویہ، عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن المنذر، بیہقی، ابن ابی حاتم، ابن جریر، حاکم وغیرہ نے اپنی کتب احادیث شریفہ میں نقل کیا ہے۔ نیز حضرت حسن بصریؒ سے یہ بھی مروی ہے:۔ خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فرحا مسرورا وھو یضحک ویقول لن یغلب عسر یسرین ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ (عبدالرزاق، ابن جریر، حاکم، بیہقی) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن فرحاں وشاداں تبسم کناں برآمد ہوئے اور فرمانے لگے کہ ایک دشواری، کبھی بھی دو

سہولتوں پر غالب نہیں آسکتی۔ پھر یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی کہ ہر دشواری کے ساتھ سہولت ہے اور ہر مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے" گویا مشکلات ہی گوناگوں سہولتوں کا پیش خیمہ ہیں۔ جب یہ بات کسی کے ذہن نشین ہو جائے تو کوئی مشکل ہو اور کتنی ہی کٹھن ہو آسان دکھائی دے گی بلکہ اس سے مسرت ہوگی۔

صبر و استقامت ضروری ہے

ان آیات کریمہ کا منشا یہ ہوا کہ انسان کو خلافت الٰہی کا فریضہ انجام دینے کے سلسلے میں کچھ دشواریاں اور مشکلات کا ضرور سامنا ہوگا۔ اور قدم قدم پر کوئی نہ کوئی رکاوٹ یقیناً درپیش ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مشکل اور دشواری اس کام کی اہمیت اور وسعت کی مناسبت سے پیش آئے گی جس کے سرانجام کا تہیہ کیا گیا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ایسے موقع پر صبر و استقلال ہمت و استقامت سے کام لے۔ گھبرائے نہیں اور نہ پریشان ہو کر واویلا کرتا پھرے بلکہ ثابت قدم رہے پھر دیکھے کہ کامیابی قریب ہی ہے، قریب ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ہے۔ اسی مضمون کو گوئٹے نے کیا خوب بیان کیا ہے: ؎

مرد باید کہ ہراساں نہ شود   مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

7. فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ 8. وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ 94-7 94-8

جب فارغ ہوں تو محنت کیجئے اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگائیے۔"

حرف آخر اس تمام تقریر کے بعد، حرف آخر کے طور پر یہ ہدایت ہو رہی ہے کہ ہر انسان کے ذمہ کچھ فرائض اور ذمہ داریاں ہیں اور یہ فرائض اور ذمہ داریاں، ہر انسان کی منزلت اور مرتبت کی مناسبت سے ہیں۔ مثلاً عوام کے حق میں نماز، روزہ اور جہاد، اور خواص کے لئے تعلیم و ارشاد اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہم ترین فرض، تبلیغ احکام اور ہدایت عوام تھا۔ جس میں لگے رہنے سے آپ کو روبہ خلق رہنا پڑتا تھا۔ گو یہ فرض بھی اس اعتبار سے کہ اللہ سبحانہ کی طرف سے عاید ہوا ہے۔ روبہ خالق رہنے کی ایک صورت ہے مگر بالواسطہ۔ اس لئے ارشاد ہو رہا ہے کہ جب اس سے فارغ ہوں تو ہمہ تن اپنے رب سے دل لگائیے کہ یہ صورت بلا واسطہ روبہ خالق ہونے کی ہے۔ رہے عوام ان میں سے ہر شخص جب تک ادائے فرض میں لگا رہے تو اس کی نظر اور توجہ اس فریضہ کی طرف لگی رہتی ہے کہ ٹھیک طریقہ پر فرض ادا ہو رہا ہے یا نہیں۔ پھر جب اپنے فرض کی ادائگی سے سبکدوشی حاصل ہو تو، فرض کی طرف سے توجہ کو ہٹا کر

اپنے رب سے دل لگائے جس نے وہ فرض ہمارے ذمہ گردانا ہے اگر فریضہ کما حقہ انجام پائے تو اس پر شکر کرے اور پروردگار عالم سے عرض کرے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا آپ ہی کی توفیق و عنایت سے ہو سکا۔ ورنہ ہم کہاں اور یہ فریضۂ اہم کہاں :-

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ بھی ہوا، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

اور اگر ادائے فرض میں کچھ کوتاہی رہی تو اس کی تلافی کی سعی کرے اور اگر تلافی کی کوئی صورت نہ ہو تو اللہ پاک کی جناب میں معافی مانگے۔ توبہ و انابت، استغفار و ندامت سے کام لے۔ تاکہ مزید سہولتوں کا موجب ہو۔ اس مضمون کی تائید روایات ذیل سے ہوتی ہے :-

فاذا فرغت کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ ان آیات کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :- اذا فرغت من الصلاۃ فانصب فی الدعاء واسأل اللہ وارغب الیہ۔ (عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جائیں اور اللہ سبحانہ ہی سے درخواست کریں اور اسی کی طرف راغب ہوں۔" اس مضمون کو دوسری روایت میں آپ نے یوں

واضح کیا:۔ قال اللہ لرسولہ اذا فرغت من صلاتک و تشھدت فانصب الی ربک واسألہ حاجتک۔ (ابن مردویہ) اللہ سبحانہ تعالیٰ کا اپنے رسول پاک سے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ جب اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں اور تشہد بھی ختم کر لیں (جس میں حق سبحانہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی عبدیت و رسالت کی گواہی شامل ہے) تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جایئے اور اپنی حاجت' (اللہ کے آگے) پیش کیجئے"۔ یہی مضمون حضرت ابن مسعود' ضحاک' مجاہد' قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات سے بھی ثابت ہے کہ ادائے نماز کے بعد دُعا میں مشغول ہونا چاہئے۔ البتہ فقہائے کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ یہاں دُعا سے کونسی دعا مراد ہے؟ آیا وہ دعائے ماثورہ جو تشہد و درود ابراہیم کے بعد' سلام سے پہلے نمازوں کے ختم کے موقع پر پڑھی جاتی ہے؟ یا وہ دعا جو سلام کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر مانگی جاتی ہے؟ بعض اصحاب نے دعائے ماثورہ مراد لی ہے اور بعض نمازوں کے بعد کی دعا کے قائل ہیں۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دونوں طریقے مروی ہیں۔

عرضِ فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ اسلم طریقہ یہ ہے کہ دونوں کو جمع کیا جائے یعنی دعائے ماثورہ بھی پڑھی جایا کرے اور ختم نماز کے بعد تسبیحات سے

فارغ ہو کر بھی دعا کی جائے۔ احادیث شریفہ میں آیا ہے کہ نمازوں کے بعد دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اور کیوں مستجاب نہ ہوگی جب کہ رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب احکم الحاکمین کے حکم کی تعمیل میں درخواست پیش کی جارہی ہے، بلکہ بعض دعاؤں کا مضمون اور نمونہ، نیز پیش کرنے کا وقت، مقام، طریقہ وغیرہ سب کچھ بتادیا گیا ہے اور ان تمام امور کے پیش نظر دعا کی جارہی ہے تو ان شاء اللہ وہ ضرور بالضرور مستجاب ہو کر رہیگی۔

الحمد للہ کہ سورۂ انشراح کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالی وسلم علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔